جائز اور ناجائز وسیلہ

[Urdu – أُردو – الأردية]

تالیف: شیخ/ عبد العزیز بن عبد اللہ الجہنی –حفظہ اللہ–

ترجمہ: شفیق الرّحمن ضیاء اللہ مدنی

مراجعہ: عزیز الرّحمن ضیاء اللہ سنابلیؔ –عطاء الرّحمن ضیاء اللہ

ناشر: دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد، ربوہ، ریاض

مملکتِ سعودی عرب

التَّوسُّل المَشْرُوع والمَمْنُوع

الشيخ / عبد العزيز بن عبد الله الجهني –حفظه الله–

ترجمة: شفيق الرّحمن ضياء الله المدني

مراجعة: عزيزالرّحمن ضياء الله السنابلي–

عطاء الرحمن ضياء الله

الناشر :مكتب توعية الجاليات بالربوة، الرياض

المملكة العربية السّعودية

عرضِ مُترجم

زیر نظر رسالہ جائز(شرعی)وناجائز(غیر شرعی)وسیلہ کے بیان پر مشتمل ہے، جسے شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ الجہنی۔ حفظہ اللہ۔نے کتاب وسنت کی روشنی میں سلف صالحین کی فہم کے مطابق ترتیب دیاہے،اسلام ہاؤس ڈاٹ کام کے شعبۂ ترجمہ وتالیف نے افادۂ عام کی خاطر اسے اردو قالَب میں ڈھالاہے، حتی الامکان مؤلف کے مقصود کو سامنے رکھتے ہوئے ترجمہ کو درست ومعیاری بنانے اوراسے آسان وشُستہ اسلوب میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قارئین کرام کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو، مگر کمال صرف اللہ عزوجل کی ذات کا خاصہ ہے، لہذاکسی مقام پر اگر کوئی سقم نظر آئے تو ازراہِ کرم خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

ربّ کریم سے دعاہے کہ اس کتاب کولوگوں کی ہدایت کاذریعہ بنائے،اس کے نفع کو عام کرے،والدین اور جملہ اساتذۂ کرام کے لئے نیک نامی اور مغفرت کا ذریعہ بنائے،اورکتاب کے مؤلّف،مترجم،مراجع،ناشر،اور تمام معاونین کی خدمات کو قبول کرکے ان سب کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

وصلّى الله على نبيّنا محمّد وعلى آله وصحبه وسلّم.

(طالبِ دُعا:abufaisalzia@yahoo.com)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدِّمہ

تمام تعریفیں صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول، آپ کے آل اور تمام اصحاب پر۔

حمدوصلاۃ کے بعد:

رسولِ پاک ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والا اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ آپ ﷺ ایک ایسی قوم میں بھیجے گئے تھے جہاں کے لوگ فوت شدہ صالحین کی محبّت میں اس قدر غلو اور افراط سے کام لیتے تھے کہ اس غلو نے انہیں ان کے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دین سے باہر نکال دیا تھا،اور یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ملّت : لوگوں کو اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کی طرف دعوت دینا تھی،اور یہ بھی معلوم ہے کہ عبادت کی کئی قسمیں ہیں انہیں میں سے بعض یہ ہیں: ایمان،اسلام،احسان،صلاۃ(نماز)،زکاۃاور بقیہ ارکانِ اسلام،دُعا، نذرونیاز،استعانہ (مدد طلبی)،استعاذہ(پناہ طلبی)،خوف ورجاء،رغبت ورہبت وغیرہ۔

رسول ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں کی دینی حالت اور آپ ﷺ کا ان پر اعتراض

اہلِ جاہلیت مذکورہ بالا عبادات کی بعض قسموں کو اللہ عزّوجل کے علاوہ کی طرف اس اعتقاد سے پھیرتے تھے کہ ان اولیاء کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافی بلند مقام ورُتبہ ہے، اور یہ اولیاء ان لوگوں کی ضروریات کو اللہ عزّوجل تک پہنچاتے ہیں۔ مثال کے طور پر لات (بُت) ہی کو لے لیجئے جس کو شہرِ طائف میں اللہ عزّوجل کے علاوہ پُکارا جاتا تھا، جو مرنے سے پہلے لوگوں کے لئے اور خاص کر حاجیوں کے لئے بہت نفع پہنچانے والا آدمی تھا، یہ حاجیوں کے لئے ستّو (عربوں کے یہاں ایک قسم کا کھانا ہے) تیاّر کرکے ان کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا، لیکن جب اس کا انتقال ہوگیا تو اس کا معاملہ کسی بھی ایسے آدمی کی طرح ہوگیا جس کے بارے میں لوگ خیر وبھلائی اور صلاح وپاکیزگی کا اعتقاد رکھتے ہیں، چنانچہ اس کے زمانہ کے لوگوں کو اس پر کافی افسوس ہوا اور اس کی قبر پر آمدورفت شروع کردیئے، پھر اس پر ایک عمارت تیار کی اور پھر اس کے ذریعہ وسیلہ پکڑنے لگے، اور اس کی قبر کا طواف کرنا شروع کردیئے، اور اس سے اپنی حاجات کی تکمیل اور پریشانیوں کے ازالہ کا سوال کرنے لگے، جس

طرح عُزّیٰ اور منات (نامی بتوں) سے لوگ اپنی مرادیں طلب کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا ہے:

﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ﴾

[النجم:١٩-٢٣]

”کیا تم نے لات اور عُزّیٰ کو دیکھا، اور منات تیسرے پچھلے کو؟ کیا تمہارے لیے لڑکے اور اللہ کے لیے لڑکیاں ہیں؟ یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ یہ لوگ تو صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے“۔ سورہ نجم:١٩-٢٣]

اور ساتھ ہی وہ لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ جنہیں یہ (اللہ کے علاوہ) پکار رہے ہیں وہ اس کائنات کی کسی بھی چیز کے خالق نہیں ہیں، اور نہ ہی وہ رزق دینے

والے ہیں اور نہ ہی موت وحیات کے مالک ہیں، بلکہ وہ کسی بھی معاملہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتے۔

اللہ عزّوجل نے مشرکین کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾

[یونس: ٣١]

"آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ، تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے"۔ [سورہ یونس:٣١]

یعنی: جب تم جانتے ہو کہ ان چیزوں کا فاعل اللہ ہی ہے، تو تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے کہ تنہا صرف اسی کو پکارتے، جس طرح کہ اسے تنہا خالق مانتے ہو؟

یہیں سے ہم اس بات کاادراک کرسکتے ہیں کہ یہ کفاران صالحین سے صرف اس بات کی امید رکھتے تھے کہ وہ انہیں اللہ عزّوجل سے قریب کردیں، ان کے بارے میں ان کا یہ گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ ان فوت شدہ صالحین کی دعائیں قبول کرتاہے، چنانچہ ان سے فریاد طلب کرنے والوں کی حاجات کوپوری کردیتاہے۔ اور اس میں معبودِ برحق کی حددرجہ توہین وتنقیص ہے،اور اس کی وجہ یہ ہے کہ: رب تبارک وتعالیٰ انسانوں کی طرح نہیں ہے کہ وہ کسی وزیر یا مساعد و مددگاروغیرہ کامحتاج ہو، جیساکہ انسانوں کاحال ہے کیونکہ وہ ہرچیز کااحاطہ نہیں کرسکتے۔

یہیں سے ہمیں قرآنِ کریم کے ذریعہ اس بات کاپتہ چلتاہے کہ جس شخص نے اللہ کے علاوہ مُردوں وغیرہ کو ایسی چیز کے بارے میں پکارا جس پر صرف اللہ عزوجل ہی قدرت رکھتا ہے تو وہ مشرک اور اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے، اللہ عزّوجل ان کے شبہہ کوبے نقاب کرتے ہوئے فرماتاہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾[الأعراف:١٩٤]

"واقعی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو"[سورہ اعراف:۱۹۴]

اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ وہ لوگ پکارنے والے کی پکار نہیں سنتے، اور اگر بالفرض اور بطورِ حجّت مان لیا جائے کہ انہوں نے سن بھی لیا تو وہ ہرگز ان کا جواب نہیں دیں گے، اور بروز قیامت ان کے اس فعل کا انکار کر دیں گے، اور ان کے اس فعل کو قرآنی آیت کے نص کے ذریعہ شرک کا نام دیا گیا ہے، اور وہ سورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٖ﴾[الفاطر:١٤]

"اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے۔ اور آپ کو کوئی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا"[سورہ فاطر:۱۴]

لہذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن مُردوں کو بھی پکارا جائے وہ نہیں سنتے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ ٱلۡمَوۡتَىٰ﴾[النمل:٨٠]

”بیشک آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے ہیں۔“[سورہ نمل:٨٠]

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا أَنتَ بِمُسۡمِعٍ مَّن فِي ٱلۡقُبُورِ﴾[الفاطر:٢٢]

”اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔“ [سورہ فاطر:٢٢]

اور نہ وہ (مُردے) غیب ہی جانتے ہیں؛ جب اللہ کے رسول ﷺ غیب نہیں جانتے ہیں جیسا کہ سورۂ اعراف میں ہے:

﴿قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي نَفۡعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۚ وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ لَٱسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ ٱلۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُۚ إِنۡ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوۡمٍ يُؤۡمِنُونَ﴾[الأعراف:١٨٨]

”آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذاتِ خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔“

[سورہ اعراف:۱۸۸]

تو آپ ﷺ سے کم تر درجے کے لوگوں میں سے کون غیب جان سکتا ہے؟ چنانچہ اس کے لیے یہ جاننا ممکن نہیں کہ فلاں شخص نے اس کی قبر پر آکر سوال کیا ہے، بلکہ در حقیقت یہ لوگ ایک معدوم کو پکارتے ہیں۔

اسی طرح ان (مُردوں) سے اللہ کے پاس ان کے بلند رُتبہ ہونے کی وجہ سے شفاعت طلب کرنا بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کفارِ عرب کو مُردوں سے (شفاعت) طلب کرنے کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے ان کے اس قول کے باوجود کہ: ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى ٱللَّهِ زُلۡفَىٰٓ﴾ [الزمر:۳]

”ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔“ [سورہ زمر:۳]

یعنی: ہم انہیں صرف اس لیے پکارتے ہیں،کیونکہ دعا (پکارنا) عبادت ہے۔جیساکہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔اوران سے شفاعت کی دعاکرنا بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے:

﴿مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾[البقرة:٢٥٥]

"کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کرسکے۔"[سورہ بقرہ:٢۵۵]

اورارشادالٰہی ہے:﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾[الأنبياء:٢٨]

"وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجزان کے جن سے اللہ خوش ہو۔"[سورہ انبیاء:٢٨]

اوروہ(اللہ)سبحانہ وتعالیٰ مُردوں سے شفاعت طلب کرنے سے راضی نہیں ہوتا کیونکہ میت کے اندر کوئی زندگی اور قدرت نہیں ہوتی،تومعدوم سے شفاعت کیسے طلب کی جاسکتی ہے؟لہٰذااسے صرف اُسی سے طلب کیاجائے جو اس پر قادر ہے،اوروہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہے۔

شفاعت برحق ہے

شفاعت برحق اور ثابت ہے لہذا ہم مولائے کریم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اپنے لطف وکرم سے بروزِ قیامت نیک لوگوں کی شفاعت نصیب فرمائے، چاہے یہ شفاعت ہم میں سے جہنم کے حقدار ہونے والے لوگوں کے لئے ہو۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ یا جنت میں ہمارے درجات کی بلندی وغیرہ کے لئے ہو، کیونکہ کوئی بھی شفاعت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ گرچہ وہ مقرّب فرشتہ یا نبی مرسل ہی کیوں نہ ہوں، تو پھر ان سے کم تر لوگوں کا کیا حال ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّـهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ﴾[النجم:٢٦]

”اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت دے دے“[سورہ نجم:٢٦]

اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ [البقرة:٢٥٥]

”کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کرسکے۔“[سورہ بقرہ:۲۵۵]

اورارشادہے: ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾[الأنبياء:٢٨]

”وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجزان کے جن سے اللہ خوش ہو“[سورہ انبیاء:۲۸]

اس بنیاد پر شفاعت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ثابت شفاعت: اوریہ صرف اخلاص والوں کے لئے خاص ہے،اوریہ صرف اللہ سے طلب کی جاتی ہے،کیونکہ جیسا کہ ابھی گذرا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اجازت اور اس کی رضامندی کے بغیر شفاعت نہیں کرسکتا،اوریہ کہ جس کے لیے شفاعت کی جارہی ہے اللہ اس سے راضی ہو،پس جس شخص کے لیے شفاعت کی جارہی ہے اگر وہ توحید پرست ہوگا تو اللہ کے حکم سے شفاعت کرنے والوں کی شفاعت اسے فائدہ دے گی،

چاہے وہ شفاعت نبیوں یارسولوں کی طرف سے ہو یاصدیقین یااولیاء وصالحین کی ہو۔

دوسری قسم: **مسترد شفاعت:** اور یہ وہ شفاعت ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ سے طلب کی جاتی ہے جیسے کہ کوئی شخص مُردوں یاغائب لوگوں یاجنّات سے شفاعت طلب کرے۔ کیونکہ یہ (شفاعت) ایسے لوگوں سے طلب کی جارہی ہے جو اس کے مالک نہیں۔ چنانچہ مردہ کے بارے میں قرآن میں آیاہے۔جیسا کہ ابھی گذرا۔ کہ وہ نہیں سنتا،اور غائب شخص غیب کو نہیں جانتا،اسی طرح فوت شدہ اولیاء و صالحین یہ نہیں جانتے کہ ان کی قبروں پر کوئی فریاد طلب کرنے والا،یامدد چاہنے والا،یاان سے سفارش وغیرہ طلب کرنے والا آیاہے۔

بنابریں کافر اور مشرک کے لیے شفاعت نہیں کی جائے گی جیسے : غیر اللہ کو پکارنے والا،یاغیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والا،یاغیر اللہ کے لئے نذرونیاز دینے والا۔

اور بروزِ قیامت ان لوگوں سے شفاعت طلب کی جائے گی جن کو اللہ تعالیٰ انبیاء،اولیاءاور صالحین میں سے شفاعت کرنے کی اجازت دے گا۔اس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَـٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾[طه:١٠٩]

”اس دن سفارش کچھ کام نہیں آئے گی مگر جسے رحمن حکم دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔“ [سورہ طہ:۱۰۹]

زندہ اولیاء اور صالحین سے دعا کی فرمائش کرنا جائز ہے جیسا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بارش کی ضرورت یا دشمن پر غلبہ وغیرہ حاصل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ سے دعا کا سوال کیا کرتے تھے۔

پیارے عقل مند قارئین:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾[النحل:٢٠-٢١]

”اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے، بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں، انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے“۔[سورہ نحل:۲۰۔۲۱]

یعنی: یہ اولیاء اور صالحین مردے ہیں زندہ نہیں، تو ایسی صورت میں یہ لوگ مردوں سے اس چیز کا سوال کرنے والے ہوئے جن پر وہ قدرت نہیں رکھتے، برخلاف اس شخص کے جو زندہ اور نیک ہو، تو اس سے اس چیز کے بارے میں سوال کرنا جائز ہے جس پر وہ قدرت رکھتا ہے، مثال کے طور پر آپ اس سے کہو: اے شیخ محترم! آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے فلاں فلاں چیز کا سوال کر دیجئے، یا اے فلاں شخص میرا قرض چکانے یا میرے سامان کو اٹھا کر میری سواری پر رکھنے میں میری مدد کر، اور اس طرح سے دیگر امور جن پر اسے قدرت حاصل ہو۔

دور جاہلیت کے لوگوں -جن سے رسول اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے قتال کیا تھا- کے حالات کا مختصر جائزہ پیش کرنے کے بعد خود بخود یہ سوال اٹھتا ہے یا اسے وہ صورت حال اٹھا رہا ہے جس میں بہت سے مسلمان زندگی بسر کر رہے ہیں، اور وہ سوال یہ ہے کہ:

((دورِ جاہلیت کے ان لوگوں کے درمیان، اور ہمارے زمانے میں فوت شدہ اولیاء و صالحین اور غائب لوگوں کو پکارنے والوں کے درمیان کیا فرق ہے؟))

اس کا جواب یہ ہے کہ: ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اور اس کی چند وجہیں ہیں:

اوّل: وہ(**دورِ جاہلیت کے**)لوگ اس بات کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ یہ (صالحین) اللہ کی ملکیت میں سے کسی چیز کے مالک ہیں، اسی طرح ہمارے زمانے کے وہ لوگ جو اولیاء اور صالحین کی قبروں پر جاتے ہیں اور انہیں پکارتے ہیں وہ بعینہ یہی اعتقاد حسین بن علی رضی اللہ عنہما، عبد القادر جیلانی اور سید بدوی رحمہما اللہ اور دیگر صالحین کے بارے میں رکھتے ہیں۔

دوم: دورِ جاہلیت کے لوگ اس بات کا اعتقاد رکھتے تھے کہ ان فوت شدہ صالحین کا اللہ کے ہاں مقام و مرتبہ ہے، چنانچہ وہ ان کی ضروریات کو اللہ تک پہنچاتے ہیں، اس بات کا اعتقاد رکھتے ہوئے کہ یہ لوگ انہیں اللہ سے قریب کردیں گے، حالانکہ میرے رب تبارک وتعالیٰ نے ان کے اس قول:

﴿هَـٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّـهِ﴾[یونس:١٨]

"یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں"[سورہ یونس:۱۸]

اور:﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّـهِ زُلْفَىٰ﴾[الزمر:٣]

"ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں"[سورہ زمر:۳]

کے باوجود انہیں کافر قرار دیا۔

اسی طرح ہمارے زمانے میں قبروں کا چکّر لگانے والے حضرات بھی سرداروں اور ولیوں کے بارے میں یہی اعتقاد رکھتے ہیں۔

اور دعا عبادت ہے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا کو عبادت کا نام دیا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾[الغافر:٦٠]

”اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے“[سورہ غافر:۶۰]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی تفسیر عبادت سے کی ہے، بلکہ رسول ﷺ کے فرمان میں صریح طور سے وارد ہوا ہے، جیسا کہ امام احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، ابن جریر، ابن حبان اور حاکم (رحمہم اللہ) نے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

(إنَّ الدّعاءَ هُوَ العِبادة [۱]) ”بے شک دعا ہی عبادت ہے“۔

اور امام احمد رحمہ اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں جس میں رسول ﷺ کا فرمان ہے: (مَنْ لَمْ يَدْعُ اللهَ غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ [۲]) ”جو شخص اللہ عزّوجلّ سے دعا نہیں کرتا تو وہ اس سے ناراض ہوتا ہے“۔

---

(۱) یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے: صحیح الجامع (۳۴۰۷)

(۲) اسے امام احمد نے (۲/۴۴۲) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث حسن صحیح ہے، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ (۲/۳۲۴)۔

رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جائز توسّل کو کیسے عملی جامہ پہنایا؟

بے شک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس معنیٰ ومفہوم کو سمجھ لیا تھا اور یہ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارے گا تو وہ شرک اور کفر کرنے والا ہوگا، گرچہ وہ کسی مقرّب فرشتہ یا نبی مرسل کو ہی کیوں نہ پکارے،اور وہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سخت سے سخت حالات میں بھی ایسا نہیں کرتے تھے۔

اس سلسلے میں ہم رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کی زندگی سے ایک مثال (نمونہ) پیش کرتے ہیں،واقعہ یہ ہے کہ جب لوگ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قحط سالی کے شکار ہوگئے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے بارش کی دعا کر دیں، یہاں تک کہ جب لوگ مصلی (نماز گاہ) پہنچے تو عمر رضی اللہ نے کہا:

(اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا[٣] فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ[٤])

"اے اللہ! بے شک ہم تیرے نبی (ﷺ) کی دعا کے وسیلے سے بارش طلب کیا کرتے تھے، تو تو ہمیں سیراب کرتا تھا، اب (وفاتِ رسول ﷺ کے بعد) ہم آپ کے چچا کی دعا کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہیں، تو تو ہم پر بارش نازل فرما۔(راوی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ پھر بارش نازل ہوتی تھی"۔

چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ دعا کرنے لگے اور لوگ ان کے پیچھے آمین کہتے تھے۔

تو رسول ﷺ کے ان صحابہ کرام نے ہمارے زمانے کے لوگوں کی طرح استغاثہ یا شفاعت کیوں نہیں طلب کیا؟ حالانکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ حلال وحرام کے جاننے والے تھے، کیونکہ یہی صحابہ کرام ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کیا، آپ ﷺ

(٣) یعنی ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کی دعا کے ذریعہ تیرا تقرّب حاصل کرتے ہیں، اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ زندہ تھے، اور زندہ شخص سے دعا کروانا جائز ہے۔

(٤) اسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (٢/ ٤٧٥۔ مع الفتح) انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

کے ساتھ حج ادا کیا، اور آپ ﷺ کی مسجد میں بیٹھ کر آپ کے خطبوں کو سماعت فرمایا اور آپ ﷺ کے آداب واخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کیا اور آپ ﷺ ہی سے تعلیم حاصل کیا۔

اسی طرح کسی نبی یا ولی وغیرہ کی قبر کا ثواب کی نیت سے رختِ سفر باندھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ شرک تک پہنچانے والے وسائل وذرائع میں سے ہے، اور وسائل وذرائع کا وہی حکم ہوتا ہے جو غایات ومقاصد کا حکم ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم پاتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ:الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي هَذَا ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى[٥])

”تین مسجدوں کے علاوہ کی طرف (ثواب کی نیت سے) رختِ سفر باندھنا جائز نہیں: مسجد حرام، میری یہ مسجد (نبوی)، اور مسجد اقصیٰ۔“

(٥) بخاری (٣/٦٣۔ مع الفتح) ومسلم (٢/ ١٠١٤) بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی نیک آدمی کی قبر یا کسی ولی کے مزار وغیرہ کی خاطر سفر کرنا درست نہیں ہے۔

ہم نبی ﷺ سے اپنی جان ومال، اولاد، والدین اور بیوی سے زیادہ محبت کرتے ہیں، اسی طرح ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں، نیز نیک اولیاء سے بھی محبت کرتے ہیں، اور ان لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جو ان سے دوستی رکھتے ہیں اور ان لوگوں سے دشمنی کرتے ہیں جو ان سے دشمنی رکھتے ہیں، اور ہم اس بات کو بھی جانتے ہیں کہ جس شخص نے کسی ولی سے عداوت رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص سے جنگ کا اعلان کیا ہے... لیکن مجھے اپنے رب کی قسم کھا کر بتائیں کہ: کیا ان لوگوں سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کی اللہ کے علاوہ پوجا کریں، انہیں اللہ کے شریک بنالیں، ان کا وسیلہ پکڑیں، ان کی قبروں کا طواف کریں، ان کے لئے نذرانے پیش کریں اور ان کے لئے ذبیحے پیش کریں؟

یہیں سے ہمیں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی بھی مخلوق سے ایسی چیز میں دعا کرنا جس پر صرف اللہ عزوجل ہی قدرت رکھتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، جیسے کہ ان لوگوں کا حال ہے جو اولیاء وصالحین کی قبروں پر جا کر ان سے مختلف قسم کی ضروریات کا سوال کرتے ہیں، مثلا: اپنے مریضوں کی شفایابی طلب کرنا، غائب شخص کے لوٹانے کا سوال کرنا، بانجھ عورت کے لئے

اولاد طلب کرنا، گمشدہ چیزوں کی واپسی کا مطالبہ کرنا، اگرچہ وہ کہیں کہ ہم اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔ کیوں کہ یہ بعینہ۔ جیسا کہ گذر چکا۔ دورِ جاہلیت کے لوگوں کا شرک ہے جن کے اندر رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو مبعوث کیا گیا تھا، اور یہی شرکِ اکبر ہے۔

اللہ کے ماسوا اولیاء کو پکارنے کے شرک اکبر ہونے کی دلیلیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّـهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّـهِ أَحَدًا﴾[الجن:١٨]

”اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔“[سورہ جن:١٨]

لفظ(أَحَدًا) نکرہ ہے اور نہی کے سیاق میں آیا ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے، یعنی: صرف اکیلے اللہ کو پکارا جائے، اور یہ کہ اس کا غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبر ہے جو اس کے تمام اعمال کو برباد کردینے والا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾ [الفرقان:٢٣]

"اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔" [سورہ فرقان:۲۳]

اور اس کی دلیل سورۂ اعراف کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴾[الأعراف:١٩١]

"کیا یہ ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہ کر سکیں اور وہ خود ہی پیدا کیے گئے ہوں۔" [سورہ اعراف:۱۹۱]

یہ اور اس کے بعد آیت نمبر "۱۹۷" تک کی آیات سب واضح نص ہیں کہ اللہ کے علاوہ (کسی کو بھی) پکارنا شرک اکبر ہے جو ملّت (اسلامیہ) سے خارج کرنے والا ہے۔

جائز وسیلہ

جائز وسیلہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا وسیلہ پکڑنا ہے جیسے تم کہو: اے اللہ!

یا اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کا وسیلہ پکڑنا جیسے تم کہو: اے رحمن، اے رحیم، اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے سب کو تھامنے اور قائم رکھنے والے!

یا اس کی صفات کا وسیلہ پکڑنا جیسے تم کہو: اے اللہ! میں تیری رحمت کے ذریعہ تجھ سے فریاد طلب کرتا ہوں وغیرہ۔

یا کسی نیک زندہ حاضر (موجود) شخص کی دعا کا وسیلہ پکڑنا جیسے تم کہو: اے شیخ میرے لیے اللہ سے دعا کر دیجئے وغیرہ، جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول ﷺ سے بارش طلب کیا تھا۔

اسی طرح عمل صالح کے ذریعہ وسیلہ اختیار کرنا، اس کی مثال: غار والوں کا واقعہ ہے جن پر ایک چٹان کھسک کر آنے سے غار کا منہ بند ہو گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اللہ سے سوال کیا۔ آخر کار اللہ عزوجل نے ان کی پریشانی کو دور کر دیا اور وہ اس (غار) سے باہر نکل آئے۔

لہذاآپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ: اے اللہ! میں تیرے نبی ﷺ سے محبت کرنے،اور تیرے لیے وحدانیت کو خاص کرنے،اور تیری اطاعت اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت وپیروی کرنے کے وسیلہ سے تجھ سے فلاں فلاں چیز کا سوال کرتاہوں۔

لیکن جہاں تک تمہارے اللہ رب العالمین سے نبی اورولی کے جاہ ومرتبہ کے واسطہ سے سوال کرنے یاان میں سے کسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھانے کی بات ہے تو یہ شرک تک پہنچانے والی بدعت ہے۔لہذا یہ حرام ہیں اگرچہ یہ شرک تک نہ پہنچیں، کیونکہ سوال کرنے والے نے (نبی اورولی کے جاہ کاواسطہ دے کر) صرف اللہ سے سوال کیاہے،رہاتمہارامردوں یاغائب لوگوں سے براہِ راست سوال کرناتویہی توشرکِ اکبر ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس بات کی رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کریں اور اس کے علاوہ کسی سے نہ سوال کریں۔اوراس نے اپنے سوال کرنے والے سے قبولیت کا وعدہ فرمایاہے ۔گرچہ کچھ عرصہ بعدہی سہی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴾

[البقرة:١٨٦]

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہیئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے“۔[سورہ بقرہ:١٨٦]

اور فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾

[الغافر:٦٠]

”اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں جائیں گے۔“[سورہ غافر:٦٠]

اورہمیں یہ ہدایت دی کہ صرف اسی سے مدد طلب کریں، چنانچہ ہم ہر رکعت میں کہتے ہیں: ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾[الفاتحة:٥]

”ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں“۔[سورہ فاتحہ:۵]

اس کے باوجود بہت سارے نمازیوں کو دیکھو گے کہ جب ان کی کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی،تو وہ لوگ قبروں اور مزاروں کا سہارالیتے ہیں،حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاکوفوری طور پر قبول کرنے پر قادر ہے،لیکن (اس میں تاخیر) بندوں کے لیے بطور ابتلاوآزمائش ہوتی ہے۔کیونکہ اللہ کی حکمت اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ بندوں کو آزمائش وامتحان میں ڈالا جائے،لہٰذا بسااوقات سائل کے مراد کی برآوری کو موٴخر کردیاجاتاہے تاکہ اس کی صداقت کو جانا جا سکے،اگروہ واقعی سچاہے تو شدائد کے وقت ثابت قدم رہتاہے،چنانچہ وہ اُسے صرف اللہ ہی پراتارتاہے،وہ اللہ کے علاوہ سے سوال نہیں کرتاہے گرچہ اس کے سرپر پہاڑ ہی گرپڑے یااسے نگل لینے کے لیے زمین ہی پھٹ جائے،اوریہ اللہ تعالیٰ پر مضبوط بھروسہ والا، مضبوط استعانت والااور اس پر بھروسہ رکھنے والاہوتاہے،لہٰذاوہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی دعاقبول کی جائے۔

اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جن کا امتحان کے وقت ایمان کمزور پڑ جاتا ہے، اوراس سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ رب تعالیٰ سے مدد طلب کرے اور شیطان اسکے لئے اپنی حاجت کو قبروں ومزاروں کے پاس لے جانے کو مزیّن کر دیتا ہے تا کہ اس کو اس کے دین سے خارج کر دے اور اس کے ذریعہ اس قسم کو پورا کر سکے جو اس نے اپنے آپ سے اس وقت لیا تھا جب کہا تھا:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾

[ص ٨٢-٨٣]

"کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں۔" [سورہ ص:٨٢۔٨٣]

مخلوق کی اس ابتلاوآزمائش کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿الم أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾ [العنكبوت:١-٣]

”الم، کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں“[سورہ عنکبوت:۱۔۳]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾[التوبة:١٢٦]

”اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال ایک بار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں“[سورہ توبہ:۱۲۶]

IslamHouse.com

ہمیں صرف رسول ﷺ ہی کی اقتدا و پیروی کرنی چاہیے

فتنوں میں سے ہے کہ آپ بعض قوموں، قبیلوں اور لوگوں کو ایسے پائیں گے کہ بسا اوقات ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مال و دولت، جاہ و حشمت اور اقتدار و حکومت والے ہیں، یا وہ لوگوں کے نزدیک بظاہر علم والے ہیں لیکن آپ ان کو وہی کام انجام دیتے پائیں گے جو قبروں کے پاس جاہل حضرات کرتے ہیں، اور جب لوگ ان سے اس عمل کے حکم کے بارے میں پوچھتے ہیں تو لوگوں کو یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ یہ اس شرک میں سے نہیں ہے جس سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ لوگ اس سلسلے میں ان کی اقتدا کر لیتے ہیں، لیکن عقلمند شخص ایسا نہیں کرتا ،کیونکہ وہ کہتا ہے کہ: کیا میرے لیے وہ چیز کافی نہیں ہے جو رسول ﷺ اور ان کے پیروکاروں سلفِ صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے کافی تھی؟

جب رسول ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں غیر اللہ کو نہیں پکارا، اور نہ ہی آپ ﷺ کے بارے میں یہ چیز معروف ہے، نہ حالتِ امن میں نہ ہی حالتِ جنگ میں، نہ حالتِ خوشی میں اور نہ ہی غم کی حالت میں، بلکہ آپ ﷺ کے بارے میں ثابت یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی یا کوئی مصیبت

پیش آتی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہتے: (أرِحْنا بِها)[٦] ہمیں اس کے ذریعہ راحت پہنچاؤ، یعنی: نماز کے ذریعہ۔

اور ہم ہر نماز میں کہتے ہیں: (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ)

یعنی: ”ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں“۔[سورہ فاتحہ:۵]

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّـهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّـهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّـهَ كَثِيرًا﴾[الأحزاب:٢١]

”یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے“۔[سورہ احزاب:۲۱]

(٦) اسے امام احمد نے (۵/ ۲٦۴) میں اسلم قبیلہ کے ایک آدمی (جو صحابی ہیں) روایت کیا ہے،...الحدیث، دیکھیں: صحیح البخاری (۷۸۹۲)۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ: تمہارے لیے تمہارے زمانے والے اسوہ ونمونہ ہیں۔

آپ بنی اسرائیل کو دیکھیں جب ان لوگوں نے اپنے علماء اور عباد کی اللہ کی معصیت ونافرمانی میں اطاعت کی، تو اللہ نے ان کے بارے میں کیا فرمایا:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّـهِ﴾[التوبة:٣١]

" ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے۔"[سورہ توبہ:۳۱]

چنانچہ جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے (جو اسلام قبول کرنے سے پہلے عیسائی تھے) اسے سنا تو کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ان کی عبادت نہیں کرتے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: (أَلَيسُوا يُحِلّونَ مَا حَرّمَ اللهُ فتُحِلّونَه وَيُحَرّمونَ مَا أَحَلَّ اللهُ فتُحرّمونَه؟)

"کیا ایسی بات نہیں ہے کہ وہ اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال ٹھہرا دیتے تھے، تو تم اسے حلال سمجھتے تھے،اور اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام ٹھہرا دیتے تھے، تو تم

اسے حرام سمجھتے تھے؟"، تو انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: (فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ) "یہی تو ان کی عبادت ہے"۔ (۷)

میرے پیارے دینی بھائی!

جو شخص کہتا ہے کہ: عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور انہیں بھی کچھ الوہیت کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ نصاریٰ کا اعتقاد ہے، اور جو شخص غیر اللہ کو اس اعتقاد سے پکارتا ہے کہ وہ اس کی پکار کو سنتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان کیا فرق ہے؟

اوراسی کو نصاریٰ اس زمانے میں بعض اسلام کی طرف منسوب لوگوں کے خلاف دلیل وحجت بناتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ اپنے اس فعل کی وجہ سے مسلمانوں میں شمار کیے جاتے ہیں حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہیں، کیونکہ وہ مردوں، ولیوں اور صالحین کا شرکیہ وبدعی وسیلہ پکڑتے ہیں۔

ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ بعض نصرانی لوگ جو دورِ جاہلیت کے ہمارے اجداد کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ لوگ (موجودہ زمانے کے بعض نام نہاد مسلمان) اپنے عرب آباء و اجداد کی طرح بت پرستی کی طرف

(۷) (اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی سنن (۲۵۹/۵) میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور یہ حسن ہے، ملاحظہ فرمائیں: غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام رقم: (٦)

لوٹ گئے، حالانکہ یہ لوگ اس بات کو بھول بیٹھے یا بھلا دیئے کہ وہ اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کرکے اس سے بڑے (جرم) کا مرتکب ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات سے بہت بلند ہے کہ اس کا کوئی بیٹا یا باپ ہو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾[الشورىٰ:١١]

"اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے"۔[سورہ شوریٰ:11]

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا﴾[مريم:٨٨-٩٢]

"ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت

کرنے بیٹھے، شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے“۔[سورہ مریم:۸۸۔۹۲]

کسی شاعر نے خوب اچھی ترجمانی کی ہے:

جب ہم نے راہِ ہدایت سے کنارہ کشی اختیار کی تو ہم پر سزائیں نازل ہوئیں

اور ظلم وعدوان اور طغیان وسرکشی کے طوفانوں کا موج مارنے لگ گیا

غیر اللہ کو پکارنے سے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں

میرے بھائیو!

بلاشبہ غیر اللہ کو پکارنا عین گمراہی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّـهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾[الأحقاف:٥]

”اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو گا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔“[سورہ احقاف:۵]

اور اس چیز کو سماعت فرمائیں جو ان سے موت کے وقت کہا جائے گا جب فرشتے انہیں وفات دیں گے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ﴾[الأعراف:۳۷]

”یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آئیں گے تو کہیں گے کہ وہ کہاں گئے جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے کہ ہم سے سب غائب ہوگئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے۔“ [سورہ اعراف:۳۷]

اور کافر کا عمل برباد ہو جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾[الفرقان:۲۳]

”اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔“ [سورہ فرقان:۲۳]

اور ایسا اس لیے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے، پس اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا بیان سابقہ آیت میں گزر چکا، اور رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت ان کی نافرمانی کرنے میں مضمر ہے، اس طور سے کہ آپ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہ سوال کیا جائے چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(إذا سألتَ فاسألِ اللهَ وإذا استعنتَ فاستعِنْ باللهِ)

"جب تم مانگو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو، اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگو۔"(۸)

اور شرک کسی بھی صورت میں قبول نہیں کیا جائے گا، اور تمام اعمال صالحہ جیسے نماز، روزہ اور حج کو برباد کر دے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾[الزمر:٦٥]

(۸)(اسے امام احمد نے (۱/۳۰۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ صحیح حدیث ہے، ملاحظہ فرمائیں: صحیح الجامع (۷۹۵۷)۔

”یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔“[سورہ زمر:٦٥]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّـهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّـهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾[المائدة: ٧٢]

”یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔“ [سورہ مائدہ:٧٢]

لہذا اے میرے مسلمان بھائی!

شرک اور وسائل شرک سے باز رہیں، جیسے: قبروں پر مساجد وغیرہ تعمیر کرنا، یا کسی ایسی قبر کا قصد کرنا جہاں غیر اللہ کو پکارا جاتا ہو، یا صاحب قبر کے لیے ذبیحہ پیش کیا جاتا ہو، کیونکہ شرک ایسی (برائی ہے) جس سے ہمارے اور آپ کے

باپ ابراہیم علیہ السلام اپنے بارے میں ڈرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی حکایت کو نقل کیا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾

"(ابراہیم کی یہ دعا بھی یاد کرو) جب انہوں نے کہا کہ اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے، اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے۔"[سورہ ابراہیم:۳۵]

یعنی اے میرے رب! ہمیں اپنے سوا دوسروں کو پکارنے سے بچا، اور بتوں کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ یہ جامد ہیں لیکن اس کے پس پردہ وہ نیک اشخاص کی نمائندگی کرتے ہیں۔

امام ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

(وَمَنْ يأمن البَلاءَ بعدَ إبراهِيم؟)

"ابراہیم علیہ السلام کے بعد کون آزمائش سے مامون رہ سکتا ہے؟"۔

لہذا اے میرے پیارے مسلمان بھائی!

آپ کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو اس طرح کی گھٹیا اور شرکیہ جاہلی عادات کو ترک کرنے کی دعوت دیں، جو جاہلیت اولیٰ کے طریقے سے مختلف نہیں ہیں، اور یہ کہ وہ خالص اللہ عزّوجل سے دعا کریں، اور باری تعالیٰ کی دعوت کو قبول کریں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾[غافر:٦٠]

"اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے"۔[سورہ غافر:٦٠]

اوراللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾[البقرة:١٨٦]

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“ [سورہ بقرہ:۱۸۶]

وسائلِ شرک

ہم کو اس بات کا بخوبی علم ہونا چاہئے کہ وسائلِ شرک میں سے قبر والی مسجدوں کے اندر نماز پڑھنا ہے، اور اس کے اندر نماز باطل ہوگی جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

(لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارىٰ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)

"یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بناڈالیں"۔

(اسے بخاری ومسلم رحمہا اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)[٩]۔

اوران کے لیے نبی ﷺ کی قبر میں کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ اپنے گھر میں دفن کیے گئے ہیں، اورآپ ﷺ کا گھر مسجد کے اندر نہیں ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ اپنے گھر کے اسی حصہ میں وفات پائے تھے، اور جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ: "ہر نبی وہیں دفنایا جاتا ہے جہاں اس کی

(٩) ملاحظہ فرمائیں: صحیح الجامع للشیخ الألبانی (١/٩٠٩)

موت واقع ہوتی ہے"،اسی طرح ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں دفن کیے گئے۔

لہذا اس طرح کے شبہات سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جسے وہ لوگ بھڑکاتے رہتے ہیں جن کے دلوں میں شبہ ہوتا ہے۔

باطل پرستوں کے شبہات اور ان کا ازالہ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ: ہم اولیاء سے کیوں نہ مدد طلب کریں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّـهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ [يونس: ٦٢-٦٣]

”یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔“ [سورہ یونس:٦٢۔٦٣]

لہذا ہم ان سے اللہ کے ہاں ان کے جاہ و مرتبہ کو چاہتے ہیں، کیونکہ صالحین کا اللہ کے ہاں جاہ و مرتبہ ہے، اور ہم ان سے اسی چیز کا مطالبہ کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں عطا کیا ہے؟

توحید پرست اہل سنت و جماعت کے علماء نے ان کے اس شبہہ کا یوں جواب دیا ہے کہ پہلے اس آیت کو پورا پڑھیں جس سے آپ نے دلیل پکڑی ہے، اور جس کا تکملہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ [يونس: ٦٢-٦٣]

”یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں“۔ [سورہ یونس:٦٣]

چنانچہ اس آیت کے اندر رب العالمین نے اپنے اولیاء کی پہچان بتلائی ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں، اوراس کی ناراضگی وناپسندیدگی کے کاموں سے بچتے ہیں، اوران (ناپسندیدہ اور ناراضگی کے) اعمال میں سے سب بڑا عمل اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی کا وسیلہ پکڑنا ہے، تو یہ (اولیاء) اپنے غیر کے لیے کیسے اس بات کو پسند کرسکتے ہیں کہ ان کے ذریعہ وسیلہ پکڑا جائے؟ بلکہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت اپنے اولیاء سے کہے گا:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَـٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ﴾ [سبأ: ٤٠-٤١]

”اور ان سب کو اللہ اس دن جمع کرکے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ، بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر لوگوں کا ان ہی پر ایمان تھا“۔ [سورہ سبا:٤٠۔٤١]

اور رسول ﷺ نے مشرکین عرب سے ان کے توحید ربوبیت (یعنی: اس بات کا اقرار کہ اللہ ہی خالق، رازق اور زمین وآسمان کے تمام امور کا مدبّر ہے) کے اقرار کے باوجود بھی قتال کیا، آپ ﷺ نے ان سے قتال کیا حالانکہ وہ لوگ اولیاء کے بارے میں یہ کہتے تھے کہ:

﴿...هَـٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّـهِ﴾ [یونس:١٨]

"...یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔" [سورہ یونس:١٨]

مگر مردہ صالحین وغیرہ میں سے ان کے سفارشی ان کے کچھ کام نہ آسکے۔

میں اللہ سے دست بدعا ہوں کہ مجھے اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اس چیز کی توفیق ارزانی کرے جس سے وہ خوش اور راضی ہو، اور ہمیں ہمارے باپ سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام اور ہمارے نبی امّی اور امین محمد ﷺ کی سنت پر اپنی ملاقات تک ثابت قدم رکھے، اور ہمیں ہر طرح کی فتنوں سے محفوظ رکھے، اور اپنی رحمت سے محروم نہ کرے آمین۔

اور ہماری آخری دعا یہی ہے کہ ساری تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں، اور ہمارے نبی محمد پر اللہ کی بے شمار رحمتیں وسلامتیں نازل ہوں۔

فہرست موضوعات

رقم	عنوان	صفحہ
1	عرضِ مُترجم	1
2	مُقدّمہ	2
2	رسول ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں کی دینی حالت اورآپ ﷺ کا ان پر اعتراض	3
3	شفاعت برحق ہے	11
4	دورِ جاہلیت کے ان لوگوں کے درمیان، اور ہمارے زمانے میں فوت شدہ اولیاء وصالحین اور غائب لوگوں کوپکارنے والوں کے درمیان کیافرق ہے؟	16
5	رسول ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جائز توسّل کوکیسے عملی جامہ پہنایا؟	19
6	کسی نبی یاولی وغیرہ کی قبرکاثواب کی نیت سے رختِ سفر باندھناجائزنہیں ہے	21
7	اللہ تعالیٰ کے ماسوااولیاء کوپکارنے کے شرک اکبرہونے کی دلیلیں	23

25	جائزوسیلہ کا بیان	8
31	ہمیں صرف رسول ﷺ کی اقتدا و پیروی کرنی چاہیے	9
36	غیر اللہ کو پکارنے سے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔	10
42	وسائلِ شرک	11
45	باطل پرستوں کے شبہات اوران کاازالہ	12
47-48	فہرست موضوعات	13